International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 01, Jan-Jun 2024
pp: 723 - 743

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

ربا کے اسلامی متبادل: ایک تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Islamic Alternatives to Riba

Hassan Ur Rehman Taqvi
Lecturer Govt. Associate College, Makhdom Rasheed, Multan
E.Mail: ttaqvi@gmail.com
Dr. Muhammad Zubair Sheikh
Lecturer Govt. Associate College, Jahanian, Khanewala
Muhammad Khan
BS IR, National Defense University Islamabad

Abstract

Usury or Interest is strictly prohibited in Islam, and therefore Islamic banks have to find alternative ways to finance their operations and to gain profit. This paper explores the various Islamic alternatives to usury or interest, including profit-sharing, leasing, and mudarabah. It also discusses the challenges of implementing these alternatives and the huge potential benefits hidden in an Islamic banking system. Transitioning from a conventional interest-based system is complex, but necessary for a more just, equitable, and sustainable economy on a national level as well as on a global scale. This study lays the groundwork for further exploration of Islamic banking's role in achieving these goals.

Keywords: Islamic banking, interest, profit-sharing, leasing, mudarabah, Islamic economics.

تعارف موضوع

موجودہ دور میں علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہمارے ہاں مروجہ بنک سودی نظام کے تحت چلائے جارہے ہیں۔ اور سود کبیرہ گناہ اور اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ ہے۔ یہ کسی بھی قوم کے معاشی استحصال اور تباہی کا موجب ہے۔ اور یہ گذشتہ ادیان میں بھی حرام رہاہے۔[1] پاکستانی عدالتوں میں بھی سود کو حرام قرار دیا گیاہے۔[2] لیکن موجودہ دنیا میں بنکوں کا وجود کسی بھی قوم کی بقاء اور ترقی میں لازمی حصہ بن چکاہے۔ اگر بنک اتنے ہی ضروری ہیں اور سود اتنا ہی خطرناک ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بنک باقی رکھے جائیں اور ان کے نظام میں سود کی جگہ اسلامی طور پر حلال اور جائز متبادل لائے جائیں۔ اور چونکہ اسلام قیامت تک کے لئے دینِ حق ہے اور دین حنیف ہے تو یہ ضرور اس حوالے سے ہماری رہنمائی

کرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب بھی انسانوں کے لئے ان کی کسی بنیادی ضرورت کی چیز میں کوئی پابندی عائد کی تو اس میں کوئی حلال راستہ ضرور دکھایا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ سود کے اسلامی متبادل کیا ہو سکتے ہیں۔ یہ مضمون دراصل انہی اسلامی متبادل کی تلاش کے بارے میں ہے۔

سود کے اسلامی متبادل کو تلاش کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھنا ضروری ہے کہ موجودہ سودی بنکوں کا نظام سرمایہ دارانہ نظام کا لگایا ہوا پودا ہے۔ اس کے برعکس سود کے اسلامی متبادل یقیناً اسلامی مالیاتی نظام کی نمائندگی کریں گے اور سرمایہ دارانہ نظام یا اشتراکیت کی افراط و تفریط کے مابین اعتدال کے نمونہ ہوں گے۔ اسلامی مالیاتی نظام ان چیزوں سے منع کرے گا جن چیزوں کو اسلامی شریعت ناپسندیدہ بتاتی ہے اور اسلامی معاشیات کے بنیادی مقاصد کو بارآور کرنے کی کوشش کرے گا۔

سود کے اسلامی متبادل تلاش کرنے میں یہ قید لگانی ہو گی کہ سود کے جائز متبادل صورتوں میں سود ہی کے اغراض و مقاصد یا سودی روح شامل نہ ہو یا پھر اس کے طور طریقے بالکل سودی طریقوں جیسے نہ ہوں۔ بصورتِ دیگر اس میں اور سود میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی زیرِ غور رکھی جانی ہو گی کہ موجودہ سودی نظام میں شامل فریقوں کے جو مفادات ہیں یہ مفادات کلی یا جزوی طور پر بدل سکتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ یہ تبدیلیاں اسلامی مالیاتی نظام کے لئے ناگزیر بھی ہوں۔

اپنی تحقیق شروع کرنے سے پہلے اس بات کا بخوبی ادراک ہونا چاہیے کہ موجودہ بنکوں کے نظام میں تمام اصول سودی نہیں ہیں بلکہ یہ صحیح و غلط کا ملغوبہ ہے3۔ چنانچہ جو اصول پہلے ہی درست ہیں انہیں بدلنے اور ان کا متبادل تلاش کرنا ضروری نہیں ہے البتہ بہتر سے بہترین کا سفر تو ہمیشہ جاری رہنا چاہیے۔ مثال کے طور پر بنک لوگوں کی چھوٹی بچتوں کو اکٹھا کر کے بڑی رقم بناتا ہے پھر اس بڑی رقم کے ذریعے بڑے صنعت و تجارت کے لئے رقوم فراہم کرتا ہے۔ یہ اپنی اصل میں بہت بڑی خدمت ہے اور ملک کی معاشی فلاح میں زینہ ہے4۔ لیکن اس اچھائی کے ساتھ انویسٹمنٹ کے اصل مالکان کو اس صنعت و تجارت میں شریکِ کاروبار کی طرح منافع میں شریک نہ کرنا، بلکہ ان سے قرض کی صورت میں رقم وصول کرنا اور سود کی صورت میں انہیں شراکت سے محروم کرنا بہت بڑی زیادتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے جب کاروبار میں سرمایہ اس نے فراہم کیا ہے۔ اس کے لئے بنک کو موجودہ ذمہ داریوں سے بڑھ کر باقاعدہ ایک کاروباری ادارے کی بھی شکل اختیار کرنا ہو گی جس میں لوگوں کی بچتوں کو اکٹھا کر کے بطور مضارب، مشارک یا ان کے وکیل کی حیثیت اختیار کرنا پڑے گی۔ سودی بنکاری میں خرابیاں صرف اس لئے ہیں کیونکہ یہ صرف کرنسی کی لین دین کرتا ہے۔ اگر اس کی حیثیت اس سے بڑھا دی جائے (اس کی تفصیل بعد میں آئے گی) تو بہت سی غیر شرعی چیزوں کا خاتمہ آسان ہو جائے گا۔

یہ بھی یاد رہے کہ صدیوں پرانے اور مسلسل پھلتے پھولتے اس نظامِ سود کا متبادل تلاش کرنا اور اسے قابل عمل بنانا اتنا آسان نہیں ہو گا۔ لیکن جب تبدیلی ناگزیر ہو جائے تو مشکلات دیکھ کر رک جانے کی بجائے ان مشکلات کے حل تلاش کرنے کی روش اختیار کرنی ضروری ہے۔

سود کا تعارف:

سود ایک معاوضہ ہے جو قرض دہندہ، مقروض سے، قرض کی رقم کے استعمال کے بدلے میں وصول کرتا ہے۔ شریعت اسلامی کی نظر میں ایسا کرنا ظلم اور استحصال ہے اس لئے اسلام میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے[5]۔

سود کے متبادل اسلامی مالیاتی نظام میں رقم کو بطور قرض وصول کر کے اس پر سود دینے کی بجائے اسے بطور مضارب یا مشارک کے کاروبار میں شریک بنایا جائے گا اور نفع و نقصان دونوں میں شریک کیا جائے گا۔ اس طرح رقم فراہم کرنے والا اور رقم وصول کرنے والا دونوں جائز طور پر فائدہ اٹھا سکیں گے۔

1. سابقہ کام کا تعارف

ربا کے اسلامی متبادل کے موضوع پر مختلف مسلم ممالک میں بہت زیادہ کام موجود ہے۔ کچھ اہم کام درج ذیل ہیں:

* ‘Why Islam has prohibited Interest & Islamic Alternatives for Financing’ By Sufyan Ismail, (2015)
* 'Financial Transactions in Islamic Banking are Viable Alternatives to the Conventional Banking Transactions', Dr. Md. Abdul Jalil, (2010)
* 'Maqasid al Shari’ah in the Prohibition of Riba and their Implications for Modern Islamic Finance', By: MONZER KAHF (2006)
* 'Replacing Conventional Finance with Islamic: A Wisdom from the Qur’an', By: Nur Syahirah Mohammad Nasir & Muhammad Shahrul Ifwat Ishak (2021)

یہ ربا کے اسلامی متبادل کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہیں، بشمول بنیادیات، تکنیکی تجزیہ، بنیادی تجزیہ، خطرہ انتظام، اور اسلامی نقطہ نظر۔

1.1 سابقہ کام کا جائزہ

اسلامک بینکنگ پر سابقہ کام کا ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے، لیکن اس کا معیار مختلف ہے۔ کچھ کام دوسروں کے مقابلے میں زیادہ جامع اور درست ہیں۔ اس سرمائے کا تحقیقی جائزہ حسبِ ذیل ہے:

* تمام مضامین میں سود کی حرمت کے عقلی اور نقلی دلائل دیئے گئے ہیں۔ جو کہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے۔ اس کو تسلیم کرنے کے بعد ہی متبادل کی تلاش شروع کی گئی ہے۔

* اسلامی بنکاری کی ابتدائی تاریخ کا ذکر کیا گیا ہے کہ نو آبادیات کا دور ختم ہوتے ہی مسلمان ماہرین مالیات نے سرمایہ دارانہ نظام کے تحت پھلنے پھولنے والے سودی بنکوں کے مقابلے میں اسلامی بنکاری کے حوالے تحقیقات پیش کرنا شروع کیں۔ یہ ایک اچھا کام ہے۔
* اسلامی بنکوں کی تاریخ اور ان کی کامیابیوں کا ذکر کیا گیا۔ جس سے اس نظام پر لوگوں کا اعتماد ظاہر ہوتا ہے۔
* اسی طرح بتایا گیا کہ اسلامی بنکوں کی طرح اسلامی انوسٹمنٹ کمپنیز، تکافل اور حاجی جیسے پروگرام بھی شروع کئے گئے۔ جو کہ پاکستان میں اس کے مزید امکانات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔
* کچھ مضامین میں پیچیدہ تکنیکی زبان استعمال کی گئی ہے جو نئے محققین کے سے سمجھنا مشکل بنا سکتی ہے۔
* کچھ مضامین میں جو اسلامی متبادل بتائے گئے ہیں ان میں کچھ تساہل بھی دیکھنے کو ملا ہے۔ یعنی انہوں نے ربا سے بچنے کے کاروبار کے ایسے ممنوعہ طریقے استعمال کرنے کے مشورے دیئے ہیں جو سود تو نہیں لیکن خود بھی مطلق حلال نہیں ہیں۔

1.2. سابقہ کام کا خلاصہ

سود کے اسلامی متبادل پر لکھے گئے تحقیق مضامین بہت قیمتی معلومات فراہم کرتے ہیں۔ لیکن اس کا مطالعہ کرنے سے سمجھ آتا ہے کہ اس پر مزید تحقیق کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ان اسلامی متبادل کو مزید جامع، آسان، درست ترین اور صحیح ترین بنایا جاسکے۔ اس پر مزید غور و فکر کرنے سے اسی طرح کے مزید امکانات تلاش کرنے میں بھی آسانی ہو سکتی ہے۔

پاکستان کے معروضی حالات میں اگر اسلامی بنکاری کو کامیاب کرنا چاہتے ہیں تو اس کے بارے میں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرنا ہوں گی جس سے لوگوں کا اسلامی بنکاری کی طرح رجحان بڑھے گا اور اس سے اسلامی بنکاری کی کامیابی کے امکانات بھی روشن ہو جائیں گے۔

1.3. سابقہ کام کا نتیجہ

اسلامی بنکاری ایک اہم ترین معاملہ اور ضرورت ہے ہونے کے ساتھ ایک پیچیدہ معاملہ بھی ہے۔ جسے سمجھنے کے لئے کسی بھی سکالر کا اسلام کے مبادیات اور جدید مالیاتی طریقوں دونوں ہی کو سمجھنا ضروری ہے۔

اسلامی شریعت کے مطابق اتفاقی جائز مالیاتی طریقے:

ذیل میں ان تمام مالیاتی طریقوں پر بحث کی جارہی ہے جو اسلامی مالیاتی نظام کی نظر میں جائز ہیں۔ ان میں قرض حسن، مشارکت، مضاربت اور استصناع شامل ہیں۔

1. قرض ِحسن:

یہ خالصتاً اسلامی اصطلاح ہے جس میں قرض دینے والا، قرض خواہ سے کسی قسم کا فائدہ وصول نہیں کرتا بلکہ بطور احسان کے اس کو رقم فراہم کرتا ہے تاکہ وہ اپنی ضرورت پوری کرکے رقم واپس لوٹادے۔ دوسری طرف سودی بنکاری میں سب سے بڑا حصہ قرض کی رقم پر سود لینے کی شکل میں ہوتا ہے۔

قرضِ حسن کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ قرض کو کسی بھی منافع سے خالی رکھا جائے اور وہ صرف رضائے الٰہی اور امدادِ باہمی کی بنیاد پر ہو۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے:

مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً ۚ وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ[6]

"ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے پس اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے، اللہ ہی تنگی اور کشادگی کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے."

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ"

ترجمہ: "جو شخص کسی مومن پر سے کوئی سختی دنیا کی دور کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر آخرت کی سختیوں میں سے ایک سختی دور کرے گا اور جو شخص مفلس کو مہلت دے یعنی اس پر (اپنے قرض کے تقاضا کرنے میں) سختی نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا۔"[7]

اس عمدہ ترین صورت میں جبکہ اس کا مقصد صرف امدادِ باہمی اور رضائے الٰہی ہو تو مسئلہ انتہائی آسان ہو جاتا ہے اور سود سے مکمل پاک بھی رہتا ہے۔ اس کا اجر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو دے گا۔ تاہم دنیوی منافع سے خالی ہونے کی وجہ سے بینکاری کے شعبے میں یہ صورت اپنی اہمیت کھو دیتی ہے۔ اگر اس قسم کے قرض کو بینک کی مانند کسی منظم ادارے کے حوالے کر دیا جائے تو اس میں ایک مسئلہ یہ بھی پیدا ہو جائے گا کہ اس لین دین کی پراسیسنگ اور حساب وکتاب پر بھی اخراجات آئیں گے۔ تو کیا یہ پراسیسنگ فیس لینا جائز ہوگا؟ اس پر "اسلامی فقہ اکیڈمی" [مجمع الفقه الإسلامي] کی تجاویز برائے قرضہ سروس فیس از "اسلامک ڈیویلپمنٹ بینک" [البنك الإسلامي للتنمية] کی تجاویز[8] اور شیخ محمد صالح المنجد کی زیر نگرانی فتوی کمیٹی کے فتوی کے مطابق اس قسم کی پراسیسنگ فیس بالکل جائز ہے[9] بشرطیکہ اس میں درج ذیل شقیں موجود ہوں۔

* قرضہ فراہمی کیلئے سروس فیس لینا جائز ہے، بشرطیکہ حقیقی مصارف سے زیادہ نہ ہو۔

* حقیقی مصارف سے بڑھ کر جو کچھ بھی لیا جائے گا وہ شرعی طور پر حرام سود میں شامل ہو گا۔

یاد رہے کہ اس بارے میں بہت سے علماء اس دلیل[10] کی بنیاد پر اس پر اسیسنگ یا ایڈ منسٹریشن فیس کو حرام قرار دیتے ہیں کہ :"کل قرض جر منفعة فهو ربوا"[11] یعنی ہر وہ قرض جو نفع کمائے وہ سود ہے[12]۔ اس میں ایک اور بات بھی قابل تحقیق ہے کہ یہ پر اسیسنگ فیس چھوٹے اور بڑے قرضوں پر برابر ہو گی یا کسی خاص فیصد کے حساب سے ہو گی؟ کیونکہ اگر حقیقی مصرف کو بنیاد بنایا جائے گا تو چھوٹے قرضوں کی فیس بڑے قرضوں کی نسبت سے زیادہ ہو جائے گی اور ہر قرض پر آنے والا اصل خرچ نکالنا بھی کافی مشکل کام ہو گا۔ لیکن اگر کسی ایک برانچ کے ان تمام کیسسز پر آنے والے ٹوٹل خرچ کو قرضوں کی ٹوٹل مقدار کی نسبت سے تقسیم کی جائے تو قرض جتنا بڑا ہو گا مقروض اسی نسبت سے اپنا بڑا حصہ شامل کرے گا اور قرض جتنا چھوٹا ہو گا اس پر فیس اتنی ہی کم لاگو ہو گی۔

اس کی ایک مثال پاکستان میں "اخوت فاؤنڈیشن[13]" ہے۔ یہ اپنے دعوے کے مطابق فی الحال پاکستان کی سب سے بڑی[14] بلاسود قرض حسن فراہم والی فرم ہے۔ اخوت فاؤنڈیشن کے طریقِ کار کے مطابق وہ ہر فائل پر 500 کم و بیش چارج کرتے ہیں جس میں 200 روپے فائل پر اسیسنگ فیس اور بقیہ ڈیتھ انشورنس کی فیس ہوتی ہے جو اس لیے ہوتی ہے کہ مقروض کی وفات کی صورت میں ادارے کو انشورنس کمپنی والے اس کی طرف سے قرض ادا کرنے کی ذمہ داری لیتے ہیں لیکن مقروض کی زندگی میں پورا قرض واپس ہونے جانے ہونے کی صورت میں بھی وہ انشورنس کی رقم مقروض کو واپس نہیں کی جاتی۔ اسی طرح دو چیزیں اختیاری بھی رکھی ہیں پہلی "تکافل" اور دوسری "چندہ" ہے۔ البتہ بہت سے مقروض لوگوں سے سروے کرنے کے بعد ایک بات معلوم ہوئی ہے کہ مذکورہ این جی او کی طرف سے ہر قسط کے ساتھ چندہ بڑھانے پر زور دیا جاتا ہے۔ اور نہ بڑھانے کی صورت میں لوگوں کو زبانی تکلیف دی جاتی ہے۔ ان باتوں کی بنیاد پر علماء اس کو حرام قرار دیتے ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے:

- اگر صرف پر اسیسنگ فیس وہ بھی اصل خرچ کے مطابق ہو تو جائز ہے۔[15]
- ڈیتھ انشورنس فیس کی وصولی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جوئے کی ایک شکل ہو جائے گی۔
- چندہ کی صورت میں اگر لوگوں پر زور ڈالا جاتا ہے تو اسے بھی سود کہا جائے گا۔[16]

اور دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ اس پر منافع حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ لیکن یہ دوسری صورت اسے سود کے قریب لے جانے کا سبب بن سکتی ہے۔

اس صورت میں اس کی ایک ہی صورت حلال ہو سکتی ہے کہ اس قرض کو مضاربت یا مشارکت کی بنیاد پر اس کاروبار میں لگایا جائے۔ اب اس پر فائدہ اور نقصان دونوں کا اطلاق ہو گا۔ اس طرح قرض دینے والی کمپنی کو بدلے میں جو منافع حاصل ہو گا وہ حلال منافع ہو گا۔ لیکن یہ صورت صرف کاروباری قرض کی صورت میں کارآمد ہو گی۔

1.1. قرضِ حسن اور افراط زر کا مسئلہ:

پاکستان کی معیشت کو درپیش مسائل میں سے ایک بنیادی مسئلہ افراط زر کا ہے۔ افراطِ زر کی وجہ سے قرضِ حسن دینے والوں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے کیونکہ قرض کی واپسی کے وقت روپے کی قیمت کم ہو جاتی ہے۔ اس مسئلے کا حل تلاش کرنے کی ضرورت ہے تاکہ قرضِ حسن کو فروغ دیا جا سکے اور معاشرے میں غریبوں کی مدد بھی کی جا سکے۔ اس مسئلے کا حل کوئی آسان کام نہیں ہے، لیکن کچھ طریقے ہیں جن سے افراطِ زر کے اثرات کو کسی حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔

اس کے بارے میں تجاویز دینے سے پہلے یہ بات یاد رہے کہ قرضِ حسن ایک نیکی ہے اور اس میں رب المال سے کچھ ملی نقصان اٹھانے کی بھی توقع رکھی جا سکتی ہے۔ تاہم، ذیل میں بیان کردہ طریقوں سے رب المال اپنے نقصان کو کم کر سکتا ہے۔ حکومت کو اسلامی مالیاتی نظام کو فروغ دینے کی ضرورت ہے اور افراطِ زر کو کم کرنے کے لیے اقدامات بھی کرنے چاہئیں۔

1.1.1. جائز تجاویز:

- **مضاربت و مشارکت:**

قرض حسن دینے کی بجائے مضاربت یا مشارکت کی بنیاد پر دوسرے کے کاروبار میں شرکت کی جائے جس سے نقصان اور منافع دونوں میں شرکت ہو جائے گی اور افراطِ زر کے نقصان سے بچا جا سکے گا۔ لیکن یہ طریقہ صرف کاروباری معاملے میں کارآمد ہو گا۔ گھریلو ضرورت کے قرض میں اسے استعمال نہیں کیا جا سکے گا۔

- **قرض کو جنس کی صورت میں دیں:**

اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہ اجناس (بشمول سونا) اور ڈالر پر افراطِ زر کے اثرات نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ قرض کو روپے کی بجائے کسی بھی جنس کی صورت میں دیا اور لیا جائے۔ یا پھر اگر کرنسی ہی کی صورت میں استعمال کرنا ہے تو روپے کی بجائے ڈالر کی صورت میں لین دین کی جائے اس سے افراطِ زر کے نقصان تقریباً ختم ہو جائے گا۔ البتہ سونا چونکہ پوری طرح سیال نہیں ہوتا اور ہمارے ہاں اس کے کھوٹ کے معاملات نقصان کا باعث بن سکتے ہیں اسی لئے ڈالر ایک بہتر اختیار ہو سکتا ہے۔

1.1.2 قریب الجواز تجاویز:

- **زکوۃ اور صدقہ کا استعمال:**

رب المال اپنی زکوۃ اور صدقہ کے ذریعے قرضِ حسن کے نقصان کی تلافی کر سکتا ہے۔ زکوۃ اور صدقہ دینے سے رب المال کو ثواب بھی ملے گا۔ اس کے لئے "الغارمین"[17] کے زمرے میں لا کر اسے ایک مصرفِ زکوۃ مانا جائے گا۔ اور اس طرح رب المال پر اگر زکوۃ بنتی ہے تو وہ اپنی زکوۃ سے اس نقصان کو پورا کر لے گا۔ اس سے رب المال کی زکوۃ کی ادائیگی شمار ہو جائے اور مقروض کو اضافی بوجھ سے بچایا جا سکے گا۔

- **قرض کی مدت کو کم کرنا:**

ایک اور طریقہ یہ ہے کہ قرض کی مدت کو کم کیا جائے۔ اس سے قرض دہندہ کو افراطِ زر کے اثرات سے کم نقصان ہو گا۔ اس سے یہ مسئلہ حل تو نہیں ہو گا لیکن یقیناً اس سے نقصان کو کسی حد تک کم کیا جا سکے گا۔ لیکن اس سے قرض کی افادیت بھی کم ہو جائے گی۔

- **اسلامی مالیاتی اداروں سے مدد لینا:**

کچھ اسلامی مالیاتی ادارے ایسے قرضے پیش کرتے ہیں جو افراطِ زر کے اثرات سے محفوظ ہوتے ہیں[18]۔ رب المال ان اداروں سے مدد لے کر قرضِ حسن کے نقصان کو کم کر سکتا ہے۔ اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قرض لینے اور دینے کے لئے اسلامی مالیاتی ادارے بنائے جائیں جو بطور ادارہ اس نقصان کو برداشت کرے۔

1.1.3 ناجائز تجاویز:

- **قرض کی رقم کو قیمتوں کی اشاریہ سے منسلک کرنا:**

ایک طریقہ یہ ہے کہ قرض کی رقم کو کسی قیمتوں کی اشاریہ، جیسے کہ صارفین کی قیمتوں کا اشاریہ (CPI)[19] سے منسلک کیا جائے۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ قرض کی واپسی کے وقت، قرض دہندہ کو اصل قرض کی رقم کے ساتھ افراطِ زر کی وجہ سے ہونے والی قوتِ خرید میں کمی کی تلافی کے لیے اضافی رقم بھی ادا کی جائے گی۔ لیکن یہ بھی سود ہی زمرے میں آئے گا اسی لئے یہ ایک مسلمان کے لئے قابل عمل نہیں ہے۔

- **قرض کی شرائط میں واضح طور پر بیان کرنا کہ افراطِ زر کی صورت میں کیا ہو گا:**

یہ ضروری ہے کہ قرض کی شرائط میں واضح طور پر بیان کیا جائے کہ افراطِ زر کی صورت میں رب المال کو ملنے والا نقصان پورا کرنا ہو گا۔ اس سے قرض دہندہ اور قرض لینے والے دونوں کو اپنے حقوق اور ذمہ داریوں کا علم ہو گا۔ لیکن یہ تو واضح سود ہی ہو جائے گا۔

یہ بھی ضروری ہے کہ قرض دہندہ اور قرض لینے والے دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ایمانداری اور انصاف سے پیش آئیں۔ قرض دہندہ کو چاہیے کہ وہ قرض لینے والے پر ظلم نہ کرے، اور قرض لینے والے کو چاہیے کہ وہ اپنی پوری کوشش کرے کہ وہ قرض کو وقت پر واپس کر دے۔

2. مشارکت:

یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جس میں دو یا دو سے زیادہ افراد کسی کاروبار میں مشترکہ طور پر سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ منافع اور نقصان کو شراکت داروں کے درمیان ان کے سرمایہ کاری کے تناسب کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے۔ شراکت سود کا ایک اسلامی متبادل ہو سکتا ہے جو منصفانہ بھی ہے اور جامع بھی۔

2.1. مشارکت کے جواز کے دلائل:

- وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ **ترجمہ:** "اور بلاشبہ اکثر حصے دار (شریک ایسے ہوتے ہیں کہ) ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں۔ (یہ آیت ایسی مشارکت کے جواز پر دلالت کر رہی ہے جس میں فریق ایک دوسرے پر ظلم نہ کریں۔[20]
- "إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ أَنَا ثَالِثُ الشَّرِيكَيْنِ مَا لَمْ يَخُنْ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَإِذَا خَانَهُ خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا" **ترجمہ:** "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں دو حصے داروں میں تیسرا ہوں جب تک ان میں ایک شخص دوسرے کی خیانت نہیں کرتا۔ اگر ایک شخص خیانت کرے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔"[21]

2.2. مشارکت کے اسلامی اصول:

- تمام افراد نفع و نقصان میں شریک ہوں گے۔ نفع کی صورت میں طے شدہ حصہ وصول کریں گے اور اسی طرح نقصان کی صورت میں بھی تمام فریق اپنے مال پر نفع کی شرح یا طے شدہ شرح کے حساب سے نقصان اٹھائیں گے[22]۔ ایک دوسرے پر ظلم نہیں کریں گے[23]۔
- مشارکت کے لئے سرمایہ ہونا لازمی نہیں ہوتا بلکہ کوئی بھی شریک اپنی ذہنی اور جسمانی صلاحیتوں کو بنیاد بنا کر بھی شریک بن سکتا ہے۔

2.3. مشارکت کے کئی فوائد ہیں:

- یہ ایک منصفانہ نظام ہے جو تمام شرکاء کے مالیاتی حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔
- یہ معاشی ترقی کو فروغ دیتا ہے کیونکہ یہ لوگوں کو مل کر کام کرنے اور اپنے وسائل کو یکجا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

- یہ معاشی استحکام کو فروغ دیتا ہے کیونکہ یہ قرضوں کے بوجھ کو کم کرتا ہے۔
- یہ سود کا ایک حقیقی متبادل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

2.4. مشارکت کے کئی ممکنہ نقصانات ہیں، جن میں شامل ہیں:

- تنازعہ کا امکان: جب دو یا دو سے زیادہ فریق کسی مشترکہ منصوبے میں شراکت کرتے ہیں، تو اختلافات اور تنازعات کا امکان ہمیشہ رہتا ہے۔ یہ تنازعات منصوبے کی پیشرفت میں رکاوٹ بن سکتے ہیں اور یہاں تک کہ اسے ناکام بھی بنا سکتے ہیں۔
- اعتماد کی ضرورت: شراکت کی کامیابی کے لیے شرکاء کے درمیان ٹھوس اعتماد کا ہونا ضروری ہے۔ اگر شرکاء ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرتے ہیں، تو یہ تعاون اور معلومات کے اشتراک کو مشکل بنا سکتا ہے۔
- مہارت اور تجربے کی ضرورت: شراکت کی کامیابی کے لیے شرکاء کے پاس مہارت اور تجربہ کا ہونا ضروری ہے۔ اگر شرکاء کے پاس ضروری مہارت اور تجربہ نہیں ہے، تو یہ منصوبے کی ناکامی کا باعث بن سکتا ہے۔
- وقت اور وسائل کی سرمایہ کاری: شراکت میں وقت اور وسائل کی ایک اہم سرمایہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر شرکاء وقت اور وسائل میں سرمایہ کاری کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، تو یہ منصوبے کی ناکامی کا باعث بن سکتا ہے۔
- غیر یقینی صورتحال: شراکت میں ہمیشہ کچھ حد تک غیر یقینی صورتحال شامل ہوتی ہے۔ منصوبے کے نتائج کی ضمانت نہیں ہے، اور شرکاء کو نقصان کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

ان نقصانات کو کم کرنے کے لیے، شرکاء کو منصوبے کے آغاز میں ایک واضح اور جامع معاہدہ پر اتفاق کرنا چاہیے۔ معاہدے میں منصوبے کے مقاصد، شرکاء کے فرائض اور ذمہ داریاں، منافع اور نقصان کی تقسیم، اور تنازعات کے حل کے طریقہ کار کی مکمل وضاحت ہونی چاہیے۔ شراکت ایک پیچیدہ اور چیلنجنگ عمل ہو سکتا ہے، لیکن یہ بہت ہی فائدہ مند بھی ہو سکتا ہے۔ اگر شرکاء احتیاط سے منصوبہ بندی کرتے ہیں اور مل کر کام کرتے ہیں تو وہ اپنے مشترکہ مقاصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔

3. مضاربت:

یہ ایک ایسا معاہدہ ہے جس میں دو فریق مل کر اس بنیاد پر کاروبار کرتے ہیں کہ ایک فریق (رب المال) اپنا سرمایہ دوسرے فریق (مضارب) کو دیتا ہے تاکہ وہ اس پر کاروبار کرے گا اور نفع و نقصان میں پہلے فریق (رب المال) کو شریک کرے گا۔

3.1. مضاربت کے جواز کے دلائل:

- ﴿وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ الْخُلَطاءِ لَيَبغي بَعضُهُم عَلىٰ بَعضٍ إِلَّا الَّذينَ ءامَنوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَليلٌ ما هُم﴾[24]
- "اور اکثر شراکت دار ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان دار ہوں اور نیک عمل کرتے ہوں اور ایسے لوگ کم ہی ہیں۔"
- «ثَلاَثٌ فِيهِنَّ الْبَرَكَةُ: الْبَيْعُ إِلَى أَجَلٍ وَالْمُقَارَضَةُ وَاخْلاَطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيرِ لِلْبَيْتِ لاَ لِلْبَيْعِ»
- "تین چیزوں میں برکت ہیں: معینہ مدت کے لئے اُدھار فروخت کرنا۔ مضاربہ کی بنیاد پر کسی کو مال دینا۔ گھریلو ضرورت کے لئے گندم میں جو کی ملاوٹ کرنا... نہ کہ بیچنے کے لئے (ایسا کرنا جائز نہیں)۔"[25]
- حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے: «إِذَا دَفَعَ مَالاً مُضَارَبَةً اشْتَرَطَ عَلَى صَاحِبِهِ أَنْ لاَ يَسْلُكَ بِهِ بَحْرًا وَلاَ يَنْزِلَ بِهِ وَادِيًا وَلاَ يَشْتَرِيَ بِهِ ذَاتَ كَبِدٍ رَطْبَةٍ فَإِنْ فَعَلَ فَهُوَ ضَامِنٌ فَرُفِعَ شَرْطُهُ إِلَى رَسُولِ اللّٰه صلى الله عليه وسلم فَأَجَازَهُ»[26]

"جب وہ کسی کو وہ مضاربت پر مال دیتے تو یہ شرط لگاتے کہ وہ یہ مال سمندر میں نہیں لے جا سکتا اور کسی وادی میں بھی نہیں لے جائے گا اور نہ اِس سے جانور خریدے گا۔ اگر اُس نے ایسا کیا تو نقصان کا ضامن وہ خود ہو گا۔ ان کی یہ شرط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اس کی اجازت دے دی۔"

- سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بھی انہی شرائط کے ساتھ مضاربت پر مال دیا کرتے تھے۔[27]
- سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی مضاربہ کی بنیاد پر مال دیا تھا۔[28]
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبد اللہ اور عبید اللہ ایک لشکر کے ساتھ عراق گئے۔ جب وہ واپس آرہے تھے تو اُن کی ملاقات بصرہ کے گورنر ابو موسی اشعریؓ سے ہوئی۔ اُنھوں نے کہا کہ میری یہ خواہش ہے کہ تمھیں کوئی فائدہ پہنچا سکوں۔ میرے پاس بیت المال کا کچھ مال ہے جو میں مدینہ منورہ میں امیر المؤمنین کی خدمت میں بھیجنا چاہتا ہوں۔ میں وہ مال تمھیں بطورِ قرض دے دیتا ہوں تم یہاں سے کچھ سامان خرید لو اور مدینہ منورہ میں وہ سامان بیچ کر اصل سرمایہ بیت المال میں جمع کرا دینا اور نفع خود رکھ لینا۔ چنانچہ اُنھوں نے ایسا ہی کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر راضی نہ ہوئے اور اُنھوں نے اسے مضاربہ قرار دے کر اصل سرمائے کے علاوہ اُن سے آدھا نفع بھی وصول کیا۔[29]
- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مضاربہ میں ہر سرمایہ کار اپنے سرمائے کے تناسب سے نقصان برداشت کرے گا اور منافع طے شدہ تناسب کے مطابق تقسیم ہو گا۔"[30]

3.2. مضاربت کے اسلامی اصول:

- مضاربہ میں دو فریق ہوتے ہیں۔ ایک کاروبار کے لئے سرمایہ فراہم کرنے والا جس کو 'ربّ المال' کہا جاتا ہے۔ دوسرا کاروبار کرنے والا فریق جسے 'مضارب' کہتے ہیں۔ 'ربّ المال' یعنی سرمایہ فراہم کرنے والا براہِ راست کاروبار یا انتظام

کاروبار میں حصہ تو نہیں لے سکتا، البتہ اسے کاروباری پالیسیوں کے متعلق اعتماد میں لینا، حسابات کی تفاصیل معلوم کرنا اور کاروبار کی مناسب نگرانی کرنا اس کا بنیادی حق ہے تا کہ مضارب بد دیانتی اور غفلت کا مرتکب نہ ہو۔ اس سے کسی عالم، فقیہ اور مجتہد کو اختلاف نہیں، کیونکہ یہ دونوں کاروبار میں ایک دوسرے کے شریک ہیں کہ ایک کی محنت اور دوسرے کا سرمایہ شامل ہے لہٰذا انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ سرمایہ کار کو کاروبار کی نگرانی اور اس بات کو یقینی بنانے کا اختیار دیا جائے کہ مضارب اپنا فرض پوری دیانت داری سے ادا کر رہا ہے یا نہیں اور اگر عقلی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی ہے کہ ایک شخص نے خطیر رقم دی ہو اور اسے کاروبار سے بالکل ہی الگ تھلگ رکھا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ پوچھا گیا: ایک شخص نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا، اُس نے محنت کی جس کے نتیجے میں اسے منافع حاصل ہوا۔ اب مضارب یہ چاہتا ہے کہ وہ سرمایہ کار کی غیر موجودگی میں منافع سے اپنا حصّہ وصول کر لے تو کیا یہ درست ہے؟ اس پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لاَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا إِلاَّ بِحَضْرَةِ صَاحِبِ الْمَالِ"[31] ترجمہ: جب تک ربّ المال موقع پر موجود نہ ہو مضارب کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ منافع سے کچھ بھی وصول کرے۔

- فریقین معاہدہ کی ابتداء ہی میں منافع کی تقسیم کی تفصیلات طے کر لیں۔ کیونکہ بیع جس اصل پر عقد ہو رہا ہو تا وہ منافع ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ اسلامی بینکنگ کیلئے اسلامی ماہرین کے طے کردہ ضوابط پر مشتمل کتاب المعايير الشرعية میں ہے:[32] "منافع میں یہ شرط ہے کہ اس کی تقسیم کی کیفیت اس طرح معلوم ہو کہ اس میں کوئی بے خبری اور نزاع کا امکان باقی نہ ہو۔" لیکن افسوس کہ ہمارے ہاں اسلامک بنک ابتدائے معاہدہ میں منافع و نقصان کی شرح طے نہیں کرتے۔
- 'رب المال' کا حق 'مضارب' کے حق پر غالب ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ اس معاہدے میں بنک مضارب کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ اور اس طرح بنک پر رب المال کوئی بھی پابندی لگا سکتا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں ایسا نہیں ہوتا[33]۔

حدیث کے یہ الفاظ کہ "جب وہ کسی کو وہ مضاربت پر مال دیتے تو یہ شرط لگاتے کہ وہ یہ مال سمندر میں نہیں لے جا سکتا اور کسی وادی میں بھی نہیں لے جائے گا اور نہ اِس سے جانور خریدے گا۔ اگر اُس نے ایسا کیا تو نقصان کا ضامن وہ خود ہو گا۔ ان کی یہ شرط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اس کی اجازت دے دی۔" یہ ثابت کرتے ہیں کہ مضاربت کے جائز اور درست ہونے کے لوازم میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ربّ المال کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اپنے پسند کی شرائط عائد کرے۔

3.3. مضاربت کے فوائد:

مضاربت کے کئی فوائد ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

3.3.1. سرمایہ کاروں کے لیے فوائد:

- منافع کا موقع: مضاربت میں سرمایہ کاروں کو اپنے سرمایہ پر منافع حاصل کرنے کا موقع ملتا ہے۔
- کاروبار میں براہ راست ملوث ہونے کی ضرورت نہیں: مضاربت میں سرمایہ کاروں کو کاروبار میں براہ راست ملوث ہونے اور وقت دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ مضارب کو کاروبار چلانے کی ذمہ داری سونپ سکتے ہیں۔
- نقصان کا خطرہ محدود: مضاربت میں سرمایہ کاروں کا نقصان کا خطرہ ان کے حصہ تک محدود ہوتا ہے۔

3.3.2. مضاربین کے لیے فوائد:

- روزگار کا موقع: مضاربت میں مضاربین کو روزگار کا موقع ملتا ہے۔
- آمدنی کا ذریعہ: مضاربت میں مضاربین کو آمدنی کا ذریعہ ملتا ہے۔
- کاروباری مہارتوں میں اضافہ: مضاربت میں مضاربین کو کاروباری مہارتوں میں اضافے کا موقع ملتا ہے۔

3.3.3. معیشت کے لیے فوائد:

- کاروباری سرگرمیوں میں اضافہ: مضاربت سے کاروباری سرگرمیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔
- روزگار کے مواقع میں اضافہ: مضاربت سے روزگار کے مواقع میں اضافہ ہوتا ہے۔
- معاشی ترقی: مضاربت سے معاشی ترقی کو فروغ ملتا ہے۔

3.3.4. مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ، مضاربت کے کچھ اور فوائد درج ذیل ہیں:

- اسلامی شریعت کے مطابق: مضاربت اسلامی شریعت کے مطابق ایک جائز معاملہ ہے۔
- غریبوں کی مدد: مضاربت غریبوں کی مدد کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔
- سماجی انصاف: مضاربت سے سماجی انصاف کو فروغ ملتا ہے۔

3.4. مضاربت کے ممکنہ نقصانات:

مضاربت کے کئی ممکنہ نقصانات ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

- نقصان کا خطرہ: مضاربت میں سرمایہ کار کے لیے نقصان کا خطرہ ہمیشہ رہتا ہے۔ اگر کاروبار میں نقصان ہوا تو سرمایہ کار کو نقصان میں حصہ برداشت کرنا پڑتا ہے ہے۔
- مضارب کی نااہلی: اگر مضارب نااہل یا غیر ایماندار ہو تو وہ سرمایہ کار کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔
- تنازعات کا امکان: مضاربت میں منافع اور نقصان کی تقسیم کے معاملات پر تنازعات پیدا ہونے کا خطرہ بھی رہتا ہے۔

سود کا حلال متبادل ہونے کی حیثیت سے مضاربت ایک شاندار حل کے طور پر سامنے آیا ہے۔

4. استصناع:

استصناع وہ عقد ہے جس کے ذریعے آدمی اپنی مطلوبہ چیز کسی سے تیار کرواتا ہے جیسے کاریگر سے آرڈر پر فرنیچر بنوانا عقد استصناع ہے گویا اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں خریدار کسی تیار کنندہ (Manufacture) کو یہ آرڈر دیتا ہے کہ میرے لیے ان اوصاف کی حامل فلاں چیز تیار کر دو، اگر تیار کنندہ خریدار کے لیے مطلوبہ چیز تیار کرنے کی ذمہ داری قبول کر لیتا ہے تو استصناع کا عقد مکمل ہو جاتا ہے۔ یہ لفظ صنعت سے نکلا ہے یعنی آرڈر پر کوئی چیز بنوانا یا تیار کروانا یہ تیاری کسی کارخانہ، ورکشاپ یا فیکٹری کے ذریعہ بھی ہو سکتی ہے اور دستی بھی۔

4.1 بیع استصناع سود کا اسلامی متبادل کیسے ہو سکتا ہے:

بیع استصناع کو سود کا اسلامی متبادل سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ سود کی بنیادی خصوصیات سے پاک ہے۔ سود میں، قرض دہندہ قرض لینے والے کو اصل رقم سے زیادہ رقم واپس کرتا ہے۔ یہ اضافی رقم سود کے طور پر لی جاتی ہے، جو کہ اسلام میں حرام ہے۔

بیع استصناع میں، مصنوع لصانع کو خام مال فراہم کرتا ہے، اور صانع اس جنس کو بروئے کار لا کر اسے مصنوع (product) میں تبدیل کر کے مصنوع لہ کے حوالے کرتا ہے اور اس پر آئی لاگت وصول کرتا ہے۔ اس معاملے میں، مصنوع لہ کو صانع کو کوئی اضافی رقم ادا نہیں کرنی پڑتی ہے۔ وہ صرف وہی قیمت ادا کرتا ہے جس پر معاہدہ کیا گیا تھا۔

اس طرح، بیع استصناع میں، دونوں فریقین کے حقوق اور فرائض واضح طور پر طے کر لیے جاتے ہیں۔ مصنوع لہ کو یقین ہوتا ہے کہ وہ اپنا مال ایک مقررہ قیمت پر اور ایک مقررہ وقت کے اندر حاصل کر لے گا۔ صانع کو یقین ہے کہ اسے اپنی محنت و کاریگری کے عوض معقول معاوضہ مل جائے گا۔

4.1 بیع استصناع کے فوائد:

- یہ سود سے پاک ہے۔
- یہ خریدار اور بیچنے والے دونوں کے لیے منصفانہ ہے۔
- یہ تجارت اور سرمایہ کاری کو فروغ دیتا ہے۔
- یہ معیشت میں استحکام پیدا کرتا ہے۔
- یہ مصنوع لہ کو اپنی ضروریات کے مطابق مخصوص سامان بنانے کا اختیار دیتا ہے۔
- یہ صانع کو اپنی مہارت اور تخلیقی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

4.2 بیع استصناع کے نقصانات:

- اس میں صانع کے لیے خطرہ زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ اگر وہ جنس کو مقررہ وقت پر یا مطلوبہ معیار کے مطابق فراہم کرنے میں ناکام رہتا ہے، تو اسے نقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے۔
- اس میں مصنوع لہ کے لیے بھی کچھ خطرہ ہوتا ہے، کیونکہ اگر جنس کی قیمت معاہدے کے بعد کم ہو جاتی ہے، تو اسے نقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے۔
- اس معاملے کو حتمی بنانے کے لیے ایک واضح اور تفصیلی معاہدے کی ضرورت ہوتی ہے۔

5. صکوک بانڈز(Sukuk bonds):

صکوک بانڈز ایک قسم کی مالیاتی سند ہے جو مغربی مالیاتی نظام میں بانڈ کی طرح ہوتی ہے۔ یہ حکومت یا کسی کارپوریشن کی طرف سے جاری کیے جاتے ہیں تاکہ سرمایہ کاروں سے رقم حاصل کی جاسکے۔ صکوک بانڈز میں سود کی ادائیگی کے بجائے، سرمایہ کاروں کو منافع کی ادائیگی کی جاتی ہے۔

5.1 صکوک بانڈز کی اقسام:

صکوک بانڈز کی کئی اقسام ہیں، جن میں سے ہر ایک کی اپنی خصوصیات ہوتی ہیں۔ کچھ عام اقسام یہ ہیں:

- اجارہ صکوک: اس قسم کی صکوک بانڈز کسی اثاثے کی لیز پر مبنی ہوتے ہیں۔ سرمایہ کار اس اثاثے کی خریداری کے لیے رقم فراہم کرتے ہیں، اور حکومت یا کارپوریشن اس اثاثے کو لیز پر لے کر سرمایہ کاروں کو لیز کی ادائیگیاں کرتی ہے۔
- استصناع صکوک: اس قسم کی صکوک بانڈز کسی خاص منصوبے کی تکمیل کے لیے جاری کیے جاتے ہیں۔ سرمایہ کار اس منصوبے میں سرمایہ کاری کرتے ہیں، اور منصوبے کی تکمیل کے بعد انہیں منافع کی ادائیگی کی جاتی ہے۔
- مشارکہ صکوک: یہ صکوک بانڈز کسی کاروبار میں سرمایہ کاری کی نمائندگی کرتے ہیں۔ سرمایہ کار اس کاروبار میں منافع اور نقصان میں شریک ہوتے ہیں۔

اس قسم کے صکوک بانڈز کو اسلامی شریعت کے مطابق بنایا جاتا ہے، اس لیے سود کی ادائیگی کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے بجائے، سرمایہ کاروں کو منافع کی ادائیگی کی جاتی ہے۔ یہ منافع کسی اثاثے کی لیز سے حاصل ہونے والی آمدنی، کسی منصوبے کی تکمیل سے حاصل ہونے والے منافع، یا کسی کاروبار میں منافع سے حاصل ہو سکتا ہے۔

صکوک بانڈ سرمایہ کاروں کے لیے سرمایہ کاری کا پرکشش آپشن ہو سکتا ہے کیونکہ یہ سود کی ادائیگی کے بجائے منافع کی ادائیگی پیش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ، صکوک بانڈز کو عام طور پر محفوظ سرمایہ کاری سمجھا جاتا ہے کیونکہ یہ کسی اثاثے یا منصوبے سے جڑے ہوتے ہیں۔

5.2 پاکستان میں صکوک بانڈز:

پاکستان میں حکومت اور کارپوریشنز دونوں کی طرف سے صکوک بانڈز جاری کیے جاتے ہیں۔ حکومت اپنے مالی خسارے کو کم کرنے اور اپنے منصوبوں کے لیے فنڈز اکٹھا کرنے کے لیے صکوک بانڈز کا استعمال کرتی ہے۔ کارپوریشنز کو اپنے کاروباری منصوبوں کو بڑھانے کے لیے فنڈز اکٹھا کرنے کے لیے صکوک بانڈز کا استعمال کرتی ہیں۔

صکوک بانڈز پاکستان کی معیشت میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ حکومت کو اپنے مالی خسارے کو کم کرنے اور اپنے منصوبوں کے لیے فنڈز اکٹھا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ، وہ کارپوریشنز کو اپنے کاروباروں کو بڑھانے کے لیے فنڈز اکٹھا کرنے میں مدد کرتے ہیں۔

5.3 صکوک بانڈز کا حکم شرعی:

صکوک بانڈز کے حلال و حرام ہونے پر علماء کا اختلاف ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جس کی کئی وجوہات ہیں۔

پاکستان اور قطر کے کئی علماء نے صکوک بانڈز کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ اس کے حرام ہونے کے حوالے سے وہ اس پر جو اعتراضات کرتے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

- سود کی حرمت: اسلام میں سود کی ادائیگی اور وصولی حرام ہے۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ سکوک بانڈز میں سود کی ادائیگی کی جاتی ہے، چاہے اسے "منفع" کہا جائے۔ ان کا موقف ہے کہ سود کی ادائیگی سے بچنے کے لیے، سکوک بانڈز کی اصل رقم اور منافع دونوں کو واضح طور پر بیان کیا جانا چاہیے۔
- غرر کا خطرہ: غرر کا مطلب ہے کہ کسی معاملے میں نقصان یا فائدے کا امکان دونوں موجود ہوں۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ سکوک بانڈز میں غرر کا خطرہ موجود ہے کیونکہ سرمایہ کاروں کو اصل رقم سے کم منافع ملنے کا امکان بھی ہوتا ہے۔
- اثاثوں کی ملکیت: کچھ علماء کا خیال ہے کہ سکوک بانڈز میں سرمایہ کاروں کو اثاثوں کی ملکیت نہیں ملتی ہے، بلکہ وہ صرف ان اثاثوں سے حاصل ہونے والے منافع میں حصہ ڈالتے ہیں۔ ان کا موقف ہے کہ اسلامی شریعت کے مطابق، سرمایہ کاروں کو اثاثوں کی ملکیت حاصل ہونی چاہیے۔
- پیچیدگی: سکوک بانڈز کی مالیاتی ساخت پیچیدہ ہو سکتی ہے۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ یہ پیچیدگی عام لوگوں کے لیے سمجھنا مشکل ہو سکتی ہے، جس سے غلط فہمی اور دھوکہ دہی کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔
- ایک ہی جنس میں برابری: یہ بالکل لاٹری یا پرائز بانڈ ہی کی طرح ہوتا ہے جیسے ان میں رقم کے عوض کچھ نہیں ہوتا۔ اور اسلامی قانون کے اعتبار سے ایک ہی جنس کی لین دین میں ہاتھوں ہاتھ ہونا اور برابر ہونا شرطِ لازم ہے۔

جبکہ سود کی یہ تعریف ایک حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے "كل قرض جر منفعة فهو ربوا"[34] یعنی ہر وہ قرض جو نفع کمائے وہ سود ہے۔ اس حدیث کو امام البانی نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن متقدمین ومتاخرین نے اس حدیث استفادہ کیا ہے حتیٰ کہ اسے اسلامی معاشیات کے قانون کی حیثیت دی ہے۔[35]

5.4. علماء کے مختلف مکاتبِ فکر:

ان وجوہات کی بناء پر، علماء کے مختلف مکاتب فکر نے سکوک بانڈز کے حلال و حرام ہونے کے بارے میں مختلف آراء دی ہیں۔ کچھ مکاتب فکر نے انہیں مکمل طور پر حرام قرار دیا ہے، جبکہ دیگر نے انہیں کچھ شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔

5.5. اختلاف کا حل:

اس اختلاف کا حل علماء کے مابین کھلے اور ایماندارانہ مکالمے سے ہی ممکن ہے۔ علماء کو ایک دوسرے کے دلائل کو غور سے سننا چاہیے اور ایک متفقہ رائے پر پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جن علماء نے صکوک بانڈز کے مشروط حلال ہونے کی بات کی ہے ان علماء کی تنقید کو مثبت تنقید تسلیم کر کے اسلامک بینکنگ نظام کو مزید واضح طور پر حلال کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

6. نتیجہ:

سود ایک پیچیدہ مسئلہ ہے اور اس کا کوئی آسان حل نہیں ہے۔ تاہم، اسلامی مالیاتی نظام ایک ایسا متبادل پیش کرتا ہے جو سود کے بغیر سرمایہ کاری اور مالی اعانت فراہم کر سکتا ہے۔ مزید تحقیق اور ترقی کے ساتھ، اسلامی مالیاتی نظام روایتی سودی نظام کے لیے ایک قابل عمل متبادل بن سکتا ہے۔

6.1. ان اسلامی متبادل کے فوائد:

اسلامی مالیات سود کو حرام قرار دیتی ہے، جو کہ روایتی مالیاتی نظام میں ایک اہم عنصر ہے۔ اس سے قرض لینے والوں پر غیر منصفانہ مالی بوجھ کم ہوتا ہے۔ خاص طور پر کم آمدنی والے افراد کے لیے۔ اسلامی مالیات جوا اور سود خوری جیسی غیر پیداواری سرگرمیوں کے بجائے سرمایہ کاروں کو حقیقی معیشت میں سرمایہ کاری کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اسی طرح اسلامی مالیات سود پر مبنی قرضوں سے گریز کرنے کا حکم دیتی ہے، جو مالیاتی استحکام کا ایک اہم ذریعہ بنتا ہے۔ اسلامی مالیات نقصان کے خطرے کو کم کرنے کے لئے اثاثوں کی حمایت شدہ سرمایہ کاری پر زور دیتی ہے۔ اسلامی مالیاتی ادارے مالیاتی خدمات تک رسائی کو بڑھانے کے لیے کام کر سکتے ہیں، خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جو روایتی مالیاتی نظام سے محروم ہیں۔ اور اسلامی مالیات اخلاقی اور سماجی طور پر ذمہ دار سرمایہ کاری کو فروغ دیتی ہے، جو پائیدار ترقی میں حصہ ڈال سکتی ہے۔ یہ

نوٹ کرنا ضروری ہے کہ اسلامی مالیات ابھی بھی ایک ابھرتا ہوا شعبہ ہے، اور اسے بہتر بنانے کے لیے کام جاری ہے۔ تاہم اس میں قابل عمل اور اخلاقی متبادل بننے کی صلاحیت ہے۔

6.2. سود کے اسلامی متبادل طریقوں کے لئے چیلنجز:

سود کے اسلامی متبادل کو روایتی سودی مالیاتی نظام کے مقابلے میں کئی چیلنجز کا سامنا ہے۔ یہ نظام قانونِ شریعت (اسلامی قانون) کے تابع ہے، لیکن شریعت کی مختلف تشریحات موجود ہیں اور امت میں اس بارے بہت بڑا اختلاف بھی موجود ہے۔ یہ اختلافات اسلامی مالیاتی مصنوعات اور خدمات کی ترقی اور معیار سازی کو مشکل بناتے ہیں۔ مثال کے طور پر کچھ علماء مشارکہ (منافع کی تقسیم پر مبنی شراکت داری) کو جائز سمجھتے ہیں، جبکہ دوسرے اسے حرام قرار دیتے ہیں۔

روایتی سودی مالیاتی نظام میں دستیاب مالیاتی مصنوعات اور خدمات کی ایک وسیع رینج ہے، جبکہ اسلامی مالیاتی نظام ابھی بھی نسبتاً نئی ہے۔ اس سے اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے مسابقت کرنا مشکل ہے۔

اسلامی مالیات ایک ابھرتا ہوا شعبہ ہے اور اس شعبے میں تجربہ کار ماہرین کی کمی ہے۔ چنانچہ اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے تربیت یافتہ اور قابل عمل عملہ تلاش کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح اکثر ممالک میں اسلامی مالیاتی نظام کو منظم کرنے کے لیے واضح اور جامع قوانین اور ضوابط نہیں ہیں۔ یہ غیر یقینی صورتحال اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے کاروبار کرنا اور سرمایہ کاروں کو اپنی طرف متوجہ کرنا مشکل بناتی ہے۔

بہت سے لوگ اسلامی مالیات سے واقف نہیں ہیں یا اس کے فوائد کو نہیں سمجھتے ہیں۔ یہ اسلامی مالیاتی مصنوعات اور خدمات کی مانگ کو محدود کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، بہت سے لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اسلامی بینک سود پر مبنی قرضے نہیں دیتے ہیں۔

7. سفارشات:

روایتی مالیاتی نظام کے مقابلے میں سود کے اسلامی متبادل کئی چیلنجز کا سامنا کرتے ہیں، جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ ان چیلنجز سے نمٹنے کے لیے کئی اقدامات کیے جاسکتے ہیں۔

* اسلامی علماء اور اسکالرز کے درمیان شریعت کی تشریح میں ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لیے کوششیں کی جائیں۔ یہ مشترکہ اصولوں اور معیارات کی ترقی میں مدد کر سکتا ہے جو اسلامی مالیاتی مصنوعات اور خدمات کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ اس کے لیے، بین الاقوامی اسلامی مالیاتی اسکالر کاؤنسل جیسے ادارے قائم کیے جانے چاہیے۔

* اسلامی مالیاتی اداروں کو روایتی مالیاتی نظام میں دستیاب مصنوعات اور خدمات کے مساوی یا بہتر اسلامی متبادل تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں نئے شراکت داری کے ماڈلز، سرمایہ کاری کے آلات اور مالیاتی ٹولز کی ترقی شامل ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے، اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں نے نئی مصنوعات اور خدمات تیار کرنے کے لیے تحقیق اور ترقی میں سرمایہ کاری کرنی چاہیئے۔[36]
* اسلامی مالیات کے شعبے میں تربیت یافتہ اور قابل ماہرین کی تعداد بڑھانے کے لیے اقدامات کیے جانے چاہئیں۔ اس میں یونیورسٹیوں میں اسلامی مالیات کے پروگراموں کی پیشکش اور پیشہ ورانہ تربیت کے مواقع فراہم کرنا شامل ہے۔ اس کام کو پورا کرنے کے لئے کئی یونیورسٹیاں اور تعلیمی ادارے اب اسلامی مالیات میں ڈگری اور ڈپلومہ پروگرام پیش کرنی چاہئے۔
* اسلامی مالیاتی نظام کو منظم کرنے کے لیے واضح اور جامع قوانین اور ضوابط تیار اور نافذ کیے جائیں۔ یہ اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے ایک مستحکم اور پیش گوئی کے لائق ماحول فراہم کرے گا۔ اس مقصد کے لیے کئی ممالک نے اسلامی مالیاتی نظام کو منظم کرنے کے لیے مخصوص قوانین اور ضابطے متعارف کرانے چاہیے۔
* عوام میں اسلامی مالیات کے بارے میں شعور اجاگر کرنے اور اس کے فوائد کو فروغ دینے کے لیے مہمات چلائی جانی چاہئیں۔ اس میں میڈیا آؤٹ ریچ، تعلیمی پروگرام اور عوامی بیداری کی مہمات شامل ہیں۔ اس مقصد کے لیے کئی اسلامی مالیاتی ادارے اور تنظیمیں عوامی شعور کو بڑھانے کے لیے مہمات اور پروگرام چلانے چاہیے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات(References)

[1] https://www.albalagh.net/Islamic_economics/riba_judgement.shtml, Accessed:4/24/2024 9:33 PM

[2] https://www.albalagh.net/Islamic_economics/riba_judgement.shtm, Accessed:4/24/2024 9:34 PM

[3] EFFECT OF CAPITAL NEEDS, HALAL PROFIT, AND SERVICES ON THE ESTABLISHMENT OF THE ISLAMIC BANK OF ISLAMIC FINANCING (BPRS) IN THE PROVINCE OF RIAU ISLANDSINDONESIA ،By: Chablullah Wibisono, https://platform.almanhal.com/Files/2/106101, Accessed: 4/24/2024 9:39 PM

[4] Soft Loan: Meaning, Overview, Pros and Cons, By TROY SEGAL, Updated October 27, 2023, link: https://www.investopedia.com/terms/s/softloan.asp#:~:text=Soft%20loans%20are%20an%20essential,using%20certain%20products%20or%20companies, Accessed:4/24/2024 9:27 PM

5 (البقرۃ:278،279)

6 (سورۃ البقرۃ:245)

7 (القشیری، مسلم بن حجاج بن مسلم، صحیح مسلم، حدیث:2699، حکم الحدث: صحیح)

8 "مجلة المجمع" شمارہ نمبر:2،(527/2)،اسی طرح شمارہ نمبر:3،(77/1)

9 https://islamqa.info/ur/167874 Accessed:4/11/2024 10:14 AM

10 اس حدیث کو امام البانی نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے۔ لیکن متقدمین و متاخرین نے اس حدیث استفادہ کیا ہے حتی کہ اسے اسلامی معاشیات کے قانون کی حیثیت دی ہے

11البیهقي، سنن الكبرى للبیهقی، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا» جلد: 5، صفحة:571، رقم الحديث:10933، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الثالثة، 1424ھ = 2003م

12 https://www.islamweb.net/ar/fatwa/print.php?id=95265 Accessed:4/11/2024 10:15 AM

13 https://akhuwat.org.pk/about/ Accessed:4/11/2024 12:32 PM

14 https://akhuwat.org.pk/اخوت-پاکستان-میں-سب-سے-بڑا-مائیکرو-فنان/ Accessed: 4/11/2024 12:45 PM

15 https://alikhlasonline.com/detail.aspx?id=10714 Accessed: 4/11/2024 1:03 PM

16https://www.banuri.edu.pk/readquestion/akhowwat-foundation-say-qarza-lainay-ka-hukum-144212200209/13-07-2021 Accessed: 4/11/2024 1:04 PM

17 إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ (التوبہ: 60)

18 پاکستان میں اسلامک بنک مشارکت کی بنیاد میں طویل یا قلیل مدتی قرضے دیتے ہیں۔ یہ قرضے یا انویسٹمنٹ افراطِ زر سے محفوظ ہوتی ہے۔

19 افراطِ زر کی پیائش، اجرتوں اور تنخواہوں کو ایڈجسٹ کرنے اور حکومتی پروگراموں کو فنانسنگ کرنے کے لئے صارفین کی قیمتوں کا اشاریہ(CPI) بنایا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا پیمانہ ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ ایک مخصوص سامان اور خدمات کی ٹوکری کی قیمتوں میں تبدیلیوں کو ماپتا ہے۔ اسے عام طور پر ماہانہ بنیادوں پر جاری کیا جاتا ہے اور اسے فیصد میں ظاہر کیا جاتا ہے۔

اس کے لئے ایک مخصوص شہر یا خطے میں ایک ٹوکری میں عام طور پر خریدی جانے والی اشیا اور خدمات کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ اس ٹوکری میں خوراک، رہائش، پوشاک، نقل وحمل، صحت کی دیکھ بھال اور تفریح جیسے شعبوں کی اشیا اور خدمات شامل ہو سکتی ہیں۔ ہر ماہ، اشیا اور خدمات کی اس ٹوکری کی قیمتوں کا جائزہ لیا جاتا ہے اور پچھلے ماہ یا سال سے ان کے موازنے میں ان میں ہونے والی کسی بھی تبدیلی کو ریکارڈ کیا جاتا ہے۔ یہ ایک کامل پیمانہ تو نہیں ہو سکتا لیکن بہت حد تک افراطِ زر کی پیائش کر سکتا ہے۔

20 (سورۃ ص، آیت نمبر:24)

21 (السجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی الشرکہ، حدیث:3383)

24 (سورۃ ص:24)

25 (القزوینی، محمد بن یزید، سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، باب: الشرکة و المضاربة، حدیث: 2289، حکم الحدیث:ضعیف جدا)

26 (نسائی، احمد بن شعیب، سنن الکبریٰ، جلد: 6، صفحه111، حکم الحدیث: ضعیف)

27 سنن دارقطنی:3077

28 مالک، مالک بن انس، مؤطا، کتاب القراض، باب ماجاء فی القراض، حدیث:688، حکم الحدیث: صحیح

29 مالک، مالک بن انس، مؤطا، کتاب القراض، باب ماجاء فی القراض، حدیث:687، حکم الحدیث: صحیح

[30] ابو شیبه، عبدالله بن محمد بن ابراہیم، مصنّف، الکتاب المصنف فی الاحادیث والآثار، حدیث: 20336، حکم الحدیث: صحیح

[31] مالک، مالک بن انس، مؤطا، کتاب القراض، باب المحاسبة فی القراض ، حدیث:699، حکم الحدیث: صحیح

32 کتاب المعاییر الشرعیة

[33] https://www.meezanbank.com/ur-monthly-mudarabah-certificate/, Accessed: 4/24/2024 9:47 PM

[34]البیہقي، سنن الکبری للبیہقی، باب کل قرض جر منفعة فهو ربا» جلد: 5، صفحة:571، رقم الحدیث:10933، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة: الثالثة، 1424ھ = 2003م

[35] https://www.islamweb.net/ar/fatwa/print.php?id=95265Accessed: 4/11/2024 10:15 AM

[36] https://cifca.online/about-us/Accessed: 4/15/2024 8:34 PM